۶۰ سال پہلے

سب جانتے ہیں کہ قادیانی گروہ، انگریزی امپریلزم کا بہت چہیتا متبنٰی ہے۔ بظاہر یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ "سامراج شکن" اور "ترقی پسند" حضرات کا ان "سامراج پرستوں" اور "رجعت پسندوں" سے کیا رشتہ؟ اور ایک پنڈت کو متکلم اسلام کی حیثیت اختیار کرنے کی کیا ضرورت؟ اور اس مسئلے سے اس کو کیا دلچسپی کہ کون سا گروہ دائرۂ اسلام کے اندر ہے اور کون سا باہر؟ لیکن ذیل کا اقتباس پڑھ کر آپ کی حیرت، عبرت سے بدل جائے گی۔ اب سے کچھ عرصہ قبل ڈاکٹر شنکر داس نے اخبار بندے ماترم میں لکھا تھا:

ہندستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے، اسی قدر قادیان کو مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر کار قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں اگر کوئی تحریک عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ یہی احمدی تحریک ہے.... جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے اٹھ کر حضرت محمدؐ، قرآن مجید اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمدؐ میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور جہاں پہلے اس کی خلافت، عرب میں تھی، اب وہ قادیان میں آ جاتی ہے.... ایک احمدی، خواہ دنیا کے کسی گوشے میں بھی ہو، روحانی شکتی حاصل کرنے کے لیے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے"۔

یہ چند فقرے "قوم پرست" کے ضمیر کو بالکل بے نقاب کر دیتے ہیں۔ ان سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ "جغرافی قومیت" کا مفاد، اسلام کے مفاد کی عین ضد واقع ہوا ہے۔ اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک عالمگیر مرکز سے وابستہ ہوں، ایک کتاب، ایک رسول اور ایک قبلہ کے محور پر گھومیں۔ اس کے بالکل برعکس جغرافی قومیت کا مفاد یہ چاہتا ہے کہ ہر جغرافی خطے کا مسلمان اس عالمگیر مرکز و محور سے اپنا تعلق منقطع کر کے، اپنے ہی وطن میں اپنی عقیدتوں کا مرکز پیدا کرے، یعنی مسلمان کے بجائے "قوم پرست" بن جائے۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی، اشارات، ترجمان القرآن، جلد ۱۲، عدد ۲، صفر ۱۳۵۷ھ، اپریل ۱۹۳۸)